مسجد و مدرسے کے لیے ایک باکس میں چندہ جمع کرنے کا حکم؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FSD-9159

تاریخ اجراء: 06 جمادی الاولٰی 1446ھ / 09 نومبر 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد و مدرسہ زیر تعمیر ہیں، جن کے منتظمین سنی صحیح العقیدہ لوگ ہیں، تو مسجد و مدرسہ کے لیے مشترکہ چندہ کرنا ہے، جس میں مسجد و مدرسہ کے باہر کچھ باکس لگائے جائیں گے اور مخیر حضرات سے چندہ جمع کیا جائے گا، تو کیا دونوں کے لیے مشترکہ چندہ کیا جاسکتا ہے؟ اگر کیا جاسکتا ہے، تو کس میں کتنا کتنا لگایا جائے گا اور کیا احتیاطیں کی جائیں گی، شرعی رہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قوانینِ شرعیہ کی روشنی میں مسجد و مدرسہ دونوں کے لیے اکھٹا چندہ کرنا، جائز ہے اور کس جگہ پر کتنا خرچ کرنا ہے، یہ انتظامیہ کی صوابدید پر منحصر ہے کہ جس میں جتنی حاجت ہو، انتظامیہ اس میں شرعی تقاضوں کے مطابق اتنی رقم خرچ کرے، تاہم اگر کسی نے خاص مسجد پر خرچ کرنے کے لیے چندہ دیا، تو وہ مدرسہ اور دیگر نیک کاموں پر خرچ نہیں کیا جاسکتا۔

یاد رہے! صدقاتِ واجبہ، مثلاً: زکوۃ، صدقہ فطر، وغیرہ کی رقم شرعی حیلہ کے بغیر مسجد و مدرسہ کی تعمیر اور دیگر انتظامات میں استعمال نہیں کرسکتے، لہٰذا جس سے چندہ لیں، اُس سے یہ وضاحت لیں کہ یہ رقم صدقاتِ واجبہ کی ہے یا نافلہ کی؟ نیز نفلی چندے کے بارے میں یہ بھی کہیں کہ "یہ رقم ہمیں مسجد و مدرسہ کی تعمیرات اور مسجد و مدرسہ کے عمومی اخراجات (امام مسجد کی تنخواہ، بجلی، گیس کے بلز اور صفائی، ستھرائی وغیرہ) میں خرچ کرنے کی اجازت کے ساتھ دے دیں۔" یونہی بکس پر بھی نمایاں انداز میں یہ لکھا جائے کہ "یہ رقم مسجد و مدرسہ دونوں کی تعمیرات اور ان کے عمومی اخراجات میں خرچ کی جائے گی۔" اور یہ بھی لکھا جائے کہ اس میں زکوۃ اور صدقاتِ واجبہ کی رقم نہ ڈالی جائے، بلکہ الگ سے جمع کروادی جائے۔

مسجد و مدرسہ کے لیے مشترکہ طور پر کوئی چیز وقف کرنے کے متعلق کیے گئے ایک سوال کے جواب میں امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ / 1921ء) لکھتے ہیں: ”جبکہ صورت واقعہ یہ ہے اور ان دکانوں کا وقفِ مسجد ہونا ثابت نہیں، بلکہ ملک (میراث زید ہونا ثابت ہے تو عمرو بکر، کہ (یہ دونوں زید کے) وارثِ شرعی سے بروجہِ شرعی مشتری ہوئے، اگر وہ مسجد و مدرسہ دینیہ اسلام کے نام اِنہیں (دکانوں کو) وقف کریں گے جس میں تعلیمِ دینِ متین مطابقِ مذہبِ اہلِ سنت و جماعت ہو اور اس کے مدرسین واراکین۔۔۔وغیرہم ضالین (گمراہ) نہ ہوں) تو ان کے لئے اجرِ عظیم و صدقہ جاریہ ہے، سالہا سال گزر گئے ہوں، قبر میں ان کی ہڈیاں بھی نہ رہی ہوں، اُن کو بعونہٖ تابقائے مسجد و مدرسہ و جائداد برابر ثواب پہنچتا رہے گا۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد16، صفحہ116، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مذکورہ بالا جزئیہ سے مقصود یہ ہے کہ مسجد و مدرسہ کے انتظام و انصرام کے لیے مشترکہ طور پر کوئی چیز وقف کی جاسکتی ہے اور جیسے مشترکہ وقف درست ہے، یونہی ان کے لیے مشترکہ چندہ کرنا بھی درست ہے، جیسا کہ علامہ مفتی عبد المنان اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1434ھ / 2012ء) لکھتے ہیں: ”جو امر خیر علیحدہ کیے جاسکتے ہیں ان کو ایک ساتھ جمع کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں، پس جب مسجد اور مدرسہ کے چندہ کے لیے علیحدہ علیحدہ رسید چھپوائی جاسکتی اور چندہ کیا جاسکتا ہے، تو اسی کام کو یکجا کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔ کتب فقہ میں ہزاروں ایسے اوقاف کا ذکر آتا ہے کہ ایک ہی جائداد مدرسہ اور مسجد اور مساکین سب پر وقف ہو سکتی ہے، یہاں بھی یہ ہی صورت ہے کہ ایک رقم سے سارے مصارف ادا کرسکتے ہیں، ہاں چندہ وُصول کرنے والے کو یہ احتیاط ضروری ہو گی کہ رسید میں تفصیل لکھے کہ چندہ زکوۃ و خیرات ہے یا عطیہ ہے؟ یا جو شخص صرف مسجد ہی کو دینا چاہے، تو اس کی تشریح ہو، تاکہ ایسی رقم اور عطیہ مسجد میں صَرف کیا جائے، زکوۃ مسجد میں نہیں لگ سکتی۔“ (فتاوی بحر العلوم، جلد5، صفحہ105، مطبوعہ شبیر برادرز، لاہور)

مسجد و مدرسہ کے لیے اکٹھا چندہ کیا، تو وہ دونوں میں خرچ ہو سکتا ہے اور کس پر کتنا خرچ کرنا ہے، یہ انتظامیہ کی رائے اور صوابدید پر ہو گا، چنانچہ صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1367ھ / 1947ء) لکھتے ہیں: ”جب عطیہ و چندہ پر آمدنی کا دارومدار ہے، تو دینے والے جس مقصد کے لیے چندہ دیں یا کوئی اہلِ خیر جس مقصد کے متعلق اپنی جائداد وقف کرے، اسی مقصد میں وہ رقم یا آمدنی صَرف کی جاسکتی ہے۔ دوسرے میں صَرف کرنا، جائز نہیں، مثلاً: اگر مدرسہ کے لیے ہو، تو مدرسہ پر صَرف کی جائے اور مسجد کے لئے ہو، تو مسجد پر اور

قبرستان کی حد بندی کے لئے ہو، تو اس پر اور اگر دینے والے نے اس کا صَرف کرنا متولیوں کی رائے پر رکھا ہو، تو یہ اپنی رائے سے جس میں مناسب سمجھیں صَرف کرسکتے ہیں، قبر کھودنے کی اجرت جو کچھ لی جاتی ہے۔ چونکہ اس اجرت لینے کا تعلق خاص متولیوں سے ہے۔ گورکنوں کے دینے کے بعد جو کچھ بچے یہ اپنی رائے سے صَرف کرسکتے ہیں۔ یا جو چیزیں فروخت کی جاتی ہیں، ان میں جو کچھ نفع ہو وہ بھی اور موٹر لاری کا کرایہ یہ سب متولیوں کی رائے پر ہے کہ وہی اس آمدنی کو حاصل کرنے والے ہیں۔ اپنی رائے سے جس میں چاہیں صَرف کرسکتے ہیں، جبکہ موٹر لاری دینے والے نے اس کو یوں دیا ہو کہ اس آمدنی کے خرچ کرنے کی کوئی جہت مخصوص نہ کی ہو، بلکہ متولیان کی رائے پر چھوڑا ہو کہ وہ مسجد یا مدرسہ یا قبرستان جس پر چاہیں صَرف کریں۔" (فتاویٰ امجدیہ، جلد3، صفحہ42، مطبوعہ مکتبہ رضویہ، کراچی)

مشورہ: چندے کے متعلق تفصیلی معلومات کے لیے امیر اَہلِ سُنَّت مولانا محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہْ کی کتاب **"چندے کے بارے میں سوال جواب"** کا مطالعہ مفید رہے گا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net